انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز، نئی دہلی

کی تیسویں سالگرہ تقریبات کے پروگرام سے متعلق سہ روزہ بین الاقوامی کانفرنس

بعنوان

”ہندوستان کے موجودہ سیاق میں مساوات، انصاف اور بھائی چارے کی جانب: ایک بہتر مستقبل کی تخلیق“

بتاریخ: 16-18/ فروری 2018

بمقام: نئی دہلی (انڈیا)

انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز

162، جوگابائی، مین روڈ، جامعہ نگر، نئی دہلی-25

Tel.: 91-11-26981187, 26989253, 26987467

Fax.: 91-11-26981104

E-mail: ios.newdelhi@gmail.com

Website: www.iosworld.org

تصوراتی خاکہ

تہذیبی کارواں کی رفتار اور اس میں نسل انسانی کے کردار کو ہمیشہ بیحد اہمیت حاصل رہی ہے۔ اسی طرح تصور، جدوجہد، عمل اور بہی خواہی پر مبنی مقاصد بہتر مستقبل کی تشکیل میں فعال رہے ہیں۔ یہاں اس بات کی طرف اشارہ کرنا مناسب ہوگا کہ مشرقی تہذیب وفکر نے نوع انسانی کی جدوجہد کو اس بنا پر اہمیت دی ہے کہ تبدیلی وترقی کے مجموعی عمل میں انسان کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ جب ہم مشرقی کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں تو اس میں تبدیلی وترقی کے رہنمایانہ ذرائع کے طور پر حکمت وبصیرت کی خوبیاں شامل ہوتی ہیں۔ دراصل انسان کو ان الٰہی اوصاف سے سرفراز کیا گیا ہے۔ تاریخ نہ صرف اس بات کی شاہد ہے کہ انسان بہتر مستقبل کی تشکیل کے لیے جدوجہد کرتا رہا ہے بلکہ اس امر کی بھی گواہ ہے کہ سماج میں مساوات، انصاف اور بھائی چارے کے اصولوں پر مبنی معاشرے کے قیام وترقی میں انسان اپنے کردار کے تئیں اخلاقی شعور کا مظاہرہ کرتا رہا ہے۔ جدوجہد کی یہ تاریخ اس بات کی آئینہ دار ہے کہ انسان نے بہتر مستقبل کی تشکیل کے ذریعہ تہذیبی خوبیوں کے حصول کے لیے تبدیلی کے متعدد ذرائع وطریقے اختیار کیے۔ اس عمل میں تغیر وتبدیلی کی شرح وتناسب سے متعلق نتائج بھی سامنے لائے جاتے ہیں۔ مختلف اوقات میں تبدیلی کی رفتار ونوعیت میں تفاوت رہا۔ حالات کو صحیح رخ دینے کی انسانی سعی اور اس کے لیے جدوجہد کو اس دنیا میں قابل تحسین قرار دیا جاتا ہے اور آخرت میں بھی اس کا صلہ ملے گا۔ یہی وجہ ہے کہ بہتر مستقبل کی تشکیل تمام پہلوؤں سے بیحد اہم ہے۔ اسی سچائی سے متعلق واضح کیے گئے معیار کے مطابق عظیم ارواح کو قدر ومنزلت کا مقام دیا جاتا ہے۔ تاہم اس حقیقت کے بالمقابل ٹیکنالوجی کی حالیہ ترقی نے تہذیب جدید میں ٹیکنالوجی اور اس کے مقام کو زبردست گہرائی اور برق رفتاری مہیا کر کے عدم توازن کی صورت حال پیدا کر دی ہے، جس کا اثر زندگی کے تمام شعبوں پر ہو رہا ہے اور اس کے نتیجہ میں فکر وعمل کے درمیان خلیج نظر آنے لگی ہے۔ اس کے علاوہ موجودہ تہذیب بالخصوص فکر وعمل کے مشرقی وسائل بھی اس کے زیر اثر آگئے ہیں۔ لہٰذا اب ناگزیر ہے کہ نوع انسانی مساوات، انصاف اور بھائی چارے کے لیے سنجیدگی سے غور کرے اور اس کے لیے متحرک ہو۔

مجموعی حالات کے پہلو بہ پہلو ہندوستان کے حالات کی موجودہ صورت حال سلامتی وہم آہنگی کی جدوجہد کے لیے زبردست چیلنج کی عکاس ہے۔ یہ بات دشوار ہے کہ ایک ہی جست میں ترقی کے پورے سلسلے پر قابو پا لیا جائے، لیکن ایسے کچھ واضح رجحانات ضرور پائے جاتے ہیں جو ان قیمتی اصولوں کو شدید نقصانات سے دوچار کرنے کے درپے ہیں۔

ان میں سب سے پہلا اور اہم رجحان تو منظم طور پر مذہبی تشخص کے حوالے سے رائے دہندگان کی ذہن سازی کا کام ہے۔ اس بات کے پختہ ثبوت موجود ہیں کہ جمہوری ادارے عملاً اپنی ذمہ داری نبھانے میں سخت چیلنجز کا سامنا کر رہے ہیں۔ دستوری ڈھانچہ شدید دباؤ میں ہے اور اسے خطرات لاحق ہیں۔ ان اداروں کو، جن میں ذرائع ابلاغ بھی شامل ہے، انتظامی جبر واستبداد اور غیر سرکاری تجارتی اداروں کے ذریعہ اپنے تسلط میں رکھا جا رہا ہے۔ ٹی وی چینلز کو خریدا جا رہا ہے اور دیانت دار صحافیوں کو نشانہ بنایا جا رہا

ہے۔ سرکاری عملہ پر کسی نہ کسی طرح اپنی گرفت مضبوط کی جارہی ہے۔ نظم ونسق کی صورت حال پریشان کن حد تک ابتر ہوگئی ہے۔ ادارہ جاتی امور میں سیاسی دخل اندازی روزمرہ کا معمول بن گئی ہے۔ اصل مسائل سے عوام کے ذہن کو ہٹانے کے لیے سوشل میڈیا کا زیادہ سے زیادہ استعمال کیا جارہا ہے۔ تلخ حقیقت یہ ہے کہ سخت گھڑیاں آچکی ہیں، ہندوستانی جمہوریت نئے انداز کے دباؤ اور خطرات سے دوچار ہے۔ ایسی صورت حال میں موجودہ تانے بانے کا تحفظ اور قدروں کی حفاظت یقیناً ایک دشوار اور مشکل عمل ہے۔ تاہم ہندوستان بجا طور پر یہ دعویٰ کرسکتا ہے کہ وہ طویل عرصے تک جمہوری قدروں کی سربلندی کے لیے سرگرم رہا ہے، جس میں آزادیِ وطن کی جدوجہد بھی شامل ہے۔ اسی جدوجہد کے باعث ہندوستان کے عوام دستوری قدروں کے پابند ہیں اور اسی سچے قومی جذبے کو لاحق چیلنج کی کسی بھی صورت حال میں مساوات، انصاف اور بھائی چارے کے اصولوں کو سربلند کرنے کے لیے کمربستہ ہیں۔

گلوبلائزیشن کے ماحول میں ہندوستان کے حالات اس امر کہ متقاضی ہیں کے گہرے غوروفکر سے کام لیا جائے، دستوری قدروں کو راسخ کیا جائے اور عظیم ہندی تہذیب کے ثقافتی ورثہ کی حفاظت کی جائے۔ تہذیبی لحاظ سے ہندوستان کا ایک شاندار ماضی اور روشن مستقبل ہے۔ یہ تہذیب پوری آب وتاب سے رواں دواں ہے۔ روحانیت واخلاقیات اس تہذیب کا ہر زمانے میں طرۂ امتیاز رہے ہیں۔ اسی لیے تبدیلی پر مبنی کوئی منصوبہ ان قدروں کے بغیر سرسبز نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ ان قدروں سے عاری کسی منصوبہ کو نہ تو وضع کیا جانا چاہیے اور نہ ایسے کسی منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کی جانی چاہیے اور بہتر مستقبل کا خواب ہندوستانی تہذیب وفلسفہ کے بغیر شرمندۂ تعبیر نہیں ہوسکتا۔ اس تہذیب کے فروغ میں ہندوستانی معاشرے کی سبھی اکائیاں شریک رہی ہیں اور یہ عمل تمام ہندوستانیوں کی مرضی ومنشا سے روبہ ترقی رہا ہے، اس کے برخلاف مخصوص نظام کا تسلط یقیناً ہندوستانی عوام کی جانب سے مسترد کردیا جائے گا۔ رواداری اور باہمی احترام کی ہندوستانی قدروں کے بغیر کوئی سیاسی طریقہ کار کامیابی سے ہمکنار نہیں ہوسکتا۔ بہتر مستقبل متوازن حاضر کی کوکھ سے ہی جنم لے سکتا ہے۔ مستقبل کو حاضر سے جدا نہیں کیا جاسکتا۔ اسی لیے آج کی نسل کو چیلنجز کا سامنا کرتے ہوئے زبردست جدوجہد کرنا ہوگی تاکہ بہتر مستقبل کی تشکیل کے لیے ایک اچھا اور متوازن حاضر وجود میں آسکے۔

اگر کسی کے پاس بہتر مستقبل کے حصول کا جذبہ ولگن ہو تو اس کے لیے متعدد مثبت نقاط ہیں۔ فکر وتوجہ کے مستحق ایسے آزمودہ میدان ہیں جنھیں نظام حکمرانی، تجارت اور متمدن معاشرے کے ذریعہ منظّم کیا جاسکتا ہے۔ ان کے درمیان توازن پیدا کیا جائے اور معاشرے کے تمام طبقات کی بہی خواہی وخوشحالی کے لیے متحرک کیا جائے، خاص طور پر محروم، نظرانداز کردہ اور کمزور طبقات کے لیے۔ ان اداروں کو پوری ہم آہنگی سے کام کرنے کا موقع دیا جائے اور مساوات، آزادی و بھائی چارہ پر مبنی ایک مناسب فضا مہیا کی جائے۔ انصاف، بشمول سماجی انصاف کو منصوبہ بندی و پالیسیوں کے نفاذ میں بنیادی اہمیت دی جائے۔

ہندوستان کی صورت حال اس امر کی بھی متقاضی ہے کہ وفاقی اکائیوں وعلاقوں کو قوت بخشنے کے لیے مناسب خطوط پر غوروفکر کے ساتھ لائحۂ عمل اختیار کیا جائے۔ یہ ایک وسیع ملک ہے اور اس کے بانیوں نے ہندوستانی وفاق کی علاقائی اکائیوں کی حفاظت وترقی کے لیے مؤثر تدابیر فراہم کرنے کیے سخت جدجہد کی تھی۔ ہندوستانی وفاقی نظام کے عمل نے یہ ثابت کردکھایا ہے کہ تعاون پر مبنی وفاقی نظام وقت کی ضرورت ہے۔ جس وقت بھی اسے نظریاتی یا انتظامی جبر وتسلط کے باعث نقصان پہنچے گا، اس کا عمل وروح مجروح ہوجائے

گی۔اس کے نتائج پوری قوم کے لیے خطرناک ہوں گے۔بہتر مستقبل کی تشکیل میں تمام اکائیوں کی بہی خواہی ومفاہمت کو بھی شامل ہونا چاہیے۔ان عناصر کو وفاقی اکائیوں کے ساتھ ہم آہنگی کے عمل کے بغیر بروئے کار نہیں لایا جاسکتا۔نظریاتی جبر واستبداد مرکز وصوبائی رشتوں میں ہم آہنگی کی فضا قائم نہیں کرسکتا۔دوسری بات یہ ہے کہ بڑی حد تک لسانی امتیازات کے ساتھ ہندوستانی وفاقی اکائیاں تہذیبی بھی ہیں، ان تہذیبوں کو اپنے اپنے ہندوستانی انداز میں پھلنے پھولنے کا مناسب موقع ملنا چاہیے۔ہندی اور ہندتوا کو مسلط کرنا ہندوستانی وفاقی نظام کے لیے خطرناک ہوگا۔بہتر مستقبل کی تشکیل کا تقاضہ یہ بھی ہے کہ ہندوستانی صوبوں کی وفاقی اکائیوں کے ساتھ نہایت محتاط و دانشمندانہ رویہ اختیار کیا جائے۔ان میں سے کچھ صوبے پاکستان، بنگلہ دیش اور نیپال وغیرہ جیسے ملکوں کی ہندوستانی سرحدوں پر واقع ہیں۔خارجہ امور کا معاملہ تو مرکزی حکومت کے ساتھ مخصوص ہے، ہندوستانی وفاقی اکائیاں، بشمول شمال مشرق، اہم ہیں اور سیاست پر بڑی حد تک اثرانداز ہوسکتی ہیں۔خارجہ رشتوں کی حساسیت کے مدنظر اس سلسلے میں بیحد محتاط رہنا ہوگا۔بہتر مستقبل خارجہ رشتوں اور ہندوستانی وفاق کے سرحدی صوبوں سے متعلق ایسی ہی پالیسیوں کا حصہ ہے۔پرامن اور پوری طرح محفوظ سرحدی صوبے وفاقی اکائیوں کی سلامتی وخوشحالی کے لیے بیحد اہم ہیں۔ہندوستانی صوبے ممتاز لسانی اور تہذیبی تشخص کی نمائندگی کرتے ہیں اسی لیے انھیں اپنی ممتاز قدروں کے مطابق پھلنے پھولنے کی فضا میسر آنی چاہیے۔اسی لیے ضرورت ہے کہ ان اکائیوں کو اپنے تاریخی، تہذیبی اور فلسفیانہ امتیاز سے بہرور ہونے کا موقع ملے۔بہتر مستقبل کو متنوع ذرائع سے یقینی بنایا جانا چاہیے۔مختصراً یہ کہ جبری تسلط سے راست بنیادوں پر بنرد آزما ہونا چاہیے۔

اقلیتوں کی بہی خواہی وخوشی بیحد اہمیت کی حامل ہے۔ہندوستان کے لیے یہ امر باعث افتخار ہے کہ وہ ایک متوازن دستور کی دولت سے مالا مال ہے جو بنیادی حقوق کی شکل میں بنیادی حقوق کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔اس کے باوجود اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ مسلمانوں پر مشتمل دینی اقلیت ترقی کے تمام میدانوں میں خاص طور پر تعلیم، صحت اور روزگار کے شعبوں میں حاشیہ پر ہے۔یہی نہیں بلکہ ہندوستانی معاشرے کا یہ طبقہ فسادات اور منصوبہ بند تشدد کے باعث خوف کی نفسیات سے دوچار ہے۔اکثریتی ووٹ کے حصول کے لیے فرقہ وارانہ تشدد کو خاص طور پر ہندی علاقوں میں انتخابات کے دوران بھڑکایا جاتا ہے۔چنانچہ مسلمانوں کے جان ومال اور عزت وآبرو کی سلامتی کے لیے سیاسی تشدد سے تحفظ حاصل ہونا چاہیے، اس کی فوری طور پر تمام شکلوں میں ضرورت ہے۔غیر محدود سیاسی تشدد کے جاری رہتے کسی کے لیے بھی مستقبل پرامن نہیں ہوسکتا۔لہٰذا مسلمانوں کے لیے ایک مخصوص فلسفہ، پالیسی اور لائحہ عمل کی ضرورت ہے۔مسلمانوں کو اپنے جائز حقوق کے لے قانون وجمہوری دائرۂ کار میں رہتے ہوئے جدوجہد کرنا ہوگی۔اس کے لیے اگر ضروری ہو تو اپنے ہی جیسے متاثر طبقات کے ساتھ تعاون واشتراکِ عمل کے رشتے استوار کرنا ہوں گے۔اسی لیے حاشیہ پر رکھے گئے بیشتر گروہوں اور مسلمانوں میں اس مقصد کے لیے واضح عزائم پیدا ہورہے ہیں کہ انھیں ایک مشترک لائحۂ عمل تیار کرنا ہوگا اور متفقہ امور پر مشترک پروگرام وضع کرنا ہوگا۔تاہم ہندتوا سے وابستہ قوتیں اس سلسلے میں پوری طرح بے پرواہ ہیں اور اقلیتوں کو خوفزدہ کرنے کی حکمت عملی پر گامزن ہیں اور مخالفین کو زیر کرنے کے لیے تشدد کو ایک ذریعہ کے طور پر استعمال کرنے پر عمل پیرا ہیں۔دوسری بات یہ ہے کہ اقتدار میں موجود قوتوں کو اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے کہ وہ دستوری قدروں یا ہندوستان کی تہذیبی روایات کا لحاظ کریں۔باشندگان

ہند نے ہمیشہ اپنی سماجی روایات کو تنوع میں وحدت کے تصور سے مربوط رکھا ہے اور اس بات کا ثبوت دیا ہے کہ تمام اختلافات کے باوجود رواداری اور باہمی احترام کا دامن نہ چھوڑا جائے۔ ملک کا ہر طبقہ اپنے میدان میں دوسرے طبقہ کی بہی خواہی کے لیے کوشاں رہا ہے۔ یہاں بھائی چارے کے تمام عناصر ہمیشہ چھائے رہے ہیں۔ ہندوستان کی تاریخ، فلسفہ اور ثقافت بھی ایسی کوششوں کے لیے مناسب فضا و ماحول فراہم کرتے رہے ہیں۔ فطری بات ہے کہ بہتر مستقبل خود بخود رونما نہیں ہوسکتا، اس کے لیے واضح مقصد کو ذہن میں رکھتے ہوئے قابل عمل منصوبہ کے ساتھ متعدد سطح پر کام کرنا ہوگا۔

اس سیاق میں تہذیبوں کا عروج و زوال نہایت درجہ اہمیت کا حامل ہے۔ ہندوستان فخر سے یہ دعویٰ کرسکتا ہے کہ اس کا تہذیبی کارواں مسلسل رواں دواں رہا ہے۔ یہ پہلو متقاضی ہے کہ ہندوستان کی تہذیبی تاریخ میں مسلمانوں کے کردار پر غور کیا جائے۔ ان پہلوؤں پر محیط بہت سے کام موجود ہیں، تاہم تاریخی شواہد کے نئے گوشوں کا اضافہ کیا جاسکتا ہے، ہندوستانی فلسفہ وروایت کی روشنی میں مخلوط ثقافت کی تشکیل میں مختلف طبقات، بالخصوص مسلمانوں کا کردار نہات اہم ہے۔ اس میدان میں مسلمانوں کے دینی پیشواؤں، متمدن معاشرے اور تعلیمی مراکز کا کردار وعمل قابل تحسین ہے۔ مسلم علماء ومفکرین نے اس راہ میں مصائب برداشت کیے اور ملک کی آزادی میں اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔ اختتام پر یہ کہنا ناگزیر ہوگا کہ بہتر مستقبل کے حصول کے لیے کوئی حکمت عملی اس وقت تک وضع نہیں کی جاسکتی جب تک تاریخ کا تجزیہ نہ کیا جائے اور اس میں ہندوستانی معاشرے کے مختلف طبقات کے حقیقی کردار کا منصفانہ جائزہ نہ لیا جائے۔ مساوات، آزادی، سماجی انصاف وغیرہ تجزیہ کے اہم عناصر ہوسکتے ہیں۔

ٹیکنالوجی کے ذریعہ سمٹتی ہوئی دنیا کے موجودہ سیاق میں حیرت انگیز حد تک امکانات تنگ ہوگئے ہیں۔ ان عوامل نے تبدیلی اور حتمی مطابقت کے لیے خوف ناک رفتار فراہم کردی ہے۔ اس کے مدمقابل اس جدوجہد کے لیے ضروری ہے کہ وہ ہر سطح پر ایک رحمت وسلامتی والے معاشرے کی تشکیل کے لیے مساوات، آزادی اور بھائی چارے کو قوت بہم پہنچانے والی تہذیبی اقدار کی بنیاد کو اختیار کرتے ہوئے ایک بہتر مستقبل کی تشکیل کے راستے کو منتخب کرنے کے قابل ہو۔ دوسری جانب موجودہ تہذیب بھی قابل لحاظ چیلنجز کا سامنا کررہی ہے، کیوں کہ یہ تمام اقسام کے تشدد اور انارکی سے مغلوب معاندانہ صورت حال سے نبرد آزما ہے۔ انسانیت استحصال، خوف وہراس اور متعدد قوموں کے بے شمار افراد کی قوت وطاقت کے بل پر خونریزی کی فضا میں کراہ رہی ہے۔ یہ تضاد اس بات کا متقاضی ہے کہ رہنمایانہ قدروں کا بول بالا ہو اور انسانیت کا خطرناک چیلنجز سے تحفظ کرنے کے لیے سنجیدہ کوششوں کی منصوبہ بندی کی جائے۔ مساوات، آزادی اور بھائی چارہ بنی نوع انسان کی بیش قیمت قدریں ہیں۔ یہ بقا کے لیے اساس وبنیاد ہیں۔ ٹیکنالوجی اور انسانی تہذیب پر اس کے اثرات سے ہوشمندانہ اور محتاط انداز میں نبرد آزما ہونا چاہیے۔ بہتر مستقبل کی تشکیل کے لیے ان قدروں کو تمام میدانوں میں منطبق کرنا چاہیے۔ صحیح تناسب اور مناسب نقطۂ نظر سے ان قدروں کا تحفظ موجودہ نسل کی ایک اضافی ذمہ داری ہے۔

دوسرے خطرناک مظہر کا تعلق خارجہ تعلقات سے ہے جسے آج کی سمٹتی دنیا میں مختلف اقوام کے درمیان قوت پر مبنی روابط میں عدم توازن کے باعث خصوصی اہمیت حاصل ہوگئی ہے۔ موجودہ دور کے تناظر میں طاقت کے متعدد مراکز پائے جاتے ہیں۔ قوت کے ان مراکز کو سنجیدگی سے ذہن میں رکھنا ہوگا، ساتھ ہی عالمی قیادت کی ذمہ داری ہے کہ وہ انسانی قدروں کو روبعمل لائے، تاکہ امن

وسلامتی، خوشحالی اور ترقی کی مشعل کو سر بلند رکھا جا سکے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ اقدام وعمل کے اعتبار سے یہ قدریں آفاقی ہیں، اسی لیے اتفاقی وحادثاتی سمجھتے ہوئے ان کی طرف سے غفلت نہیں برتی جا سکتی۔ جن لوگوں کو انسانی فلاح و بہبود کی فکر دامن گیر ہے اور جو رحمت وسلامتی پر مبنی معاشرے کی تشکیل کے خواہاں ہیں، انہیں ان قدروں کا بول بالا کرنے کے لیے منصوبہ بند اور متوازن طریقے سے سعی وجہد کرنا ہوگی۔ سمٹتی دنیا ایک دوسرے سے بہت زیادہ مربوط ہے اور باہمی رشتوں کی نوعیت طاقت آزمائی کی ہرگز متحمل نہیں ہو سکتی۔ اسی لیے عالمی تعلقات کا پہلو نہایت احتیاط ودانشمندی کا متقاضی ہے۔ اسی لیے اس بات کی خصوصی اور فوری ضرورت ہے کہ عالمی ادارے اور تنظیمیں اس سلسلے میں انجام دی جانے والی مساعی کو تقویت دینے کے لیے اپنا کردار ادا کریں۔ مساوات، آزادی اور بھائی چارہ چونکہ آفاقی قدریں ہیں، اس لیے لازمی ہے کہ طاقت کی رسہ کشی کے نظریات کو باہمی تعاون میں تبدیل کیا جائے، تاکہ بین الاقوامی تعلقات کے میدانوں میں ان قدروں کا بول بالا ہو۔ طاقت کے توازن سے متعلق متنوع قطبیت اس بات کی بھی متقاضی ہے کہ بین الاقوامی تعاون، سلامتی اور ترقی کے شعبوں میں ان آفاقی قدروں کو فروغ دینے کے لیے دانش مندی سے کام کیا جائے۔ پُر امن بقائے باہم کے تصورات کو قوت بخشنے کے لیے بھی ضروری ہے کہ اتحاد عمل کے ساتھ غریبوں، مظلوموں اور محروموں کی مدد کے لیے پیش رفت کی جائے۔ افریقی اتحاد کی تنظیم، سارک اور آسیان جیسی تنظیموں سمیت بہت سی علاقائی، بین الاقوامی اور اقوام متحدہ کی تنظیموں کے عملی اقدامات میں ان قدروں کو آفاقی حیثیت حاصل ہے۔ بین الاقوامی تعلقات کے میدانوں میں ان تصورات کی معنویت واہمیت فوری اور وقت کی پکار ہے۔ بہر حال دانشورانہ نقطۂ نظر سے رجحانات کو صحیح رخ دینے کے لیے جدوجہد فوری ضرورت ہے۔

انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز، نئی دہلی نے اپنی تیسویں سالگرہ تقریبات کے ضمن میں **''ہندوستان کے موجودہ سیاق میں مساوات، انصاف اور بھائی چارے کی جانب: ایک بہتر مستقبل کی تخلیق''** کے وسیع تر مفہوم پر چار کانفرنسز کا انعقاد کیا، جن میں ہر کانفرنس ایک مخصوص تصور پر مرکوز تھی، جیسا کہ حسب ذیل تفصیل سے واضح ہے:

نمبر شمار	تاریخ	مخصوص فکر	بتعاون	مقام
1	5/نومبر 2016	بذریعہ تعلیم	-	کانسٹی ٹیوشن کلب، نئی دہلی
2	22،23/اپریل 2017	بذریعہ قانون	شعبۂ انگریزی، عالیہ یونیورسٹی، کولکاتہ	کولکاتہ (مغربی بنگال)
3	20،21/اکتوبر 2017	بذریعہ اسلامیات	مولانا آزاد یونیورسٹی، جودھ پور	جودھ پور (راجستھان)
4	2،3/دسمبر 2017	بذریعہ تاریخ	نیو کالج، چنئی	چنئی (تامل ناڈو)

مذکورہ چاروں کانفرنسز بھر پور کامیابی سے منعقد ہوئیں، جن کی تمام متعلقہ جہتوں سے زبردست ستائش کی گئی۔ شرکاء کی تعداد بھی قابل لحاظ تھی۔ ان کانفرنسز میں متعدد اہم قراردادیں پاس کی گئیں۔ انسٹی ٹیوٹ ان قراردادوں کو عملی جامہ پہنانے میں مصروف ہے۔

انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز، نئی دہلی **تیسویں سالگرہ تقریبات** کا اختتامی پروگرام **''ہندوستان کے موجودہ سیاق میں مساوات، انصاف اور بھائی چارے کی جانب: ایک بہتر مستقبل کی تخلیق''** کے موضوع پر مؤرخہ 16، 17 اور 18/فروری 2018 کو نئی دہلی میں ایک سمینار کی شکل میں کرے گا۔

اختتامی کانفرنس کی تکنیکی نشستوں کے تصورات حسب ذیل ہیں:

1۔ دستور ہند اور اقوام متحدہ کی اقلیتوں کے تئیں فکرمندی کی روشنی میں مساوات، انصاف اور بھائی چارے کے تصورات پر مبنی فکری بنیادیں۔

الف۔ دستور ہند:

دستور ہند ایک زندہ دستاویز ہے جو اس کے وضع کرنے والوں کے عہد اور دانش کا آئینہ دار ہے، یہ خوبیاں اس کے دیباچہ میں پوری طرح اجاگر ہیں اور مساوات، انصاف اور بھائی چارہ اس کے بنیادی ستون ہیں۔

ب۔ اقوام متحدہ اور دیگر اداروں کی فکرمندی:

یہ عناصر پوری انسانیت کی بنیادی دلچسپی کا سبب ہیں۔ اقوام متحدہ کی تنظیموں کے اقدام و کارکردگی سے متعلق متعدد دستاویزات میں ان قدروں کے بڑھتے ہوئے اعتراف کا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔

2۔ سلامتی، مساوات، انصاف اور بھائی چارے کے فروغ میں مذاہب کا کردار۔

الف۔ اسلام:

مذہبِ اسلام کا دعویٰ ہے کہ وہ موجودہ اور آخرت کی زندگی کے تمام پہلوؤں پر محیط ہے۔ اس سلسلہ میں اسلام بنیادی سوالات کے تئیں گہری بصیرت عطا کرتا ہے۔ مساوات، انصاف اور بھائی چارہ مذہب اسلام کے بنیادی تصورات میں شامل ہیں۔

ب۔ دیگر مذاہب بشمول ہندو مذہب:

بیشتر مذاہب، جن میں سامی اور ہندوستانی مذاہب شامل ہیں، بھی انہی پہلوؤں پر زور دیتے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ ان قدروں سے متعلق ان کی آراء میں تنوع پایا جاتا ہے۔ تاہم ان قدروں کے وجود و اہمیت سے متعلق تمام گوشوں کا دیگر مذاہب میں بھی مطالعہ کیا جانا چاہیے۔

3۔ عوامی صحت، ٹیکنالوجی اور ترقیاتی نمونوں سمیت مختلف جہتوں میں تبدیلی کے انداز و عناصر۔

الف۔ عوامی صحت:

موجودہ دنیا کے ممتاز اوصاف میں سے ایک قابل اعتراف وصف تبدیلی ہے، ٹیکنالوجی کی ترقی نے فکر و عمل کے امور سے متعلق ایک نیا پیمانہ وضع کیا ہے۔ اس تناظر میں عوامی صحت نئے گوشوں سے متعارف ہو رہی ہے۔ اسی لیے ملک، معاشرہ اور مارکیٹ کے کردار پر سنجیدگی سے غور کیا جانا چاہیے۔ لیکن مساوات، انصاف اور بھائی چارے کو بنیادی قدروں کا مقام دیئے بغیر انسانیت کے دکھوں پر مرہم نہیں رکھا جاسکتا۔

ب۔ ٹیکنالوجی اور ترقی:

ٹیکنالوجی میں ترقی کے باعث زندگی کے تمام شعبوں میں تغیرات کا رونما ہونا موجودہ زمانے کا ایک مؤثر پہلو ہے اور اس

حقیقت سے بھی انکار ممکن نہیں ہے کہ ٹیکنالوجی تمام شعبوں پر محیط ہے اور انسانی فکر وعمل کے طریقوں کو اس نے متاثر کیا ہے۔ تاہم ضروری ہے کہ مساوات، انصاف اور بھائی چارے کے اصولوں کو ٹیکنالوجی اور ترقی کے تمام میدانوں میں رو بہ عمل لایا جائے۔

4۔ بین الاقوامی تعلقات کی شکلوں پر اثر انداز ہونے والی مساوات، انصاف اور بھائی چارے کی قدروں کا کردار۔

الف۔ ہندوستانی خارجہ پالیسی:

گلوبلائزیشن کے پس منظر میں مسافاتی اطلاعاتی ٹیکنالوجی کی معلومات کے میدان میں ترقی کے پیش نظر خارجہ پالیسی کے امور بے حد اہمیت کے حامل ہو گئے ہیں۔ اب کوئی ملک نہ تو تنہا باقی رہ سکتا ہے اور نہ تنہا ترقی کر سکتا ہے۔ چنانچہ ہندوستان میں خارجہ پالیسی کا وضع کرنا اور اس کے امور کو طے کرنا بہت اہم ہے اور پورا نظام اس حقیقت سے باخبر ہے۔ ہماری جغرافیائی صورت حال ہمیں اضافی فوائد عطا کرتی ہے اور ہندوستانی خارجہ پالیسی کو اہمیت بخشتی ہے۔ یہ ایک وسیع میدان ہے اور ہندوستان کے لیے یہ بات باعث افتخار ہے کہ اس نے اس میدان میں سخت کوششیں کی ہیں اور شروع ہی سے ہندوستان اس یقین کا حامل رہا ہے کہ اس کی خارجہ پالیسی متعین اصولوں سے آراستہ رہنی چاہیے۔ اسی لیے ضروری ہے کہ ہندوستان کی خارجہ پالیسی میں مساوات، انصاف اور بھائی چارے کے اصولوں کا رنگ جھلکتا نظر آئے۔

ب۔ بین الاقوامی تعلقات میں غالب انداز:

بین الاقوامی تعلقات متعدد پہلوؤں سے اہمیت کے حامل ہیں۔ اب دنیا کثیر قطبی ہو گئی ہے اور یہ بات ناگزیر ہو چکی ہے کہ مسلسل توازن قائم رکھا جائے۔ اس لیے پورے عزم و ہمت کے ساتھ مساوات، انصاف اور بھائی چارے کے اصولوں کی آبیاری کرنی ہوگی۔

5۔ مساوات، انصاف اور بھائی چارے کے حوالے سے آج کی سمٹتی دنیا میں قومی اور بین الاقوامی قانون کا کردار۔

الف۔ قومی قانونی نظام:

مساوات، انصاف اور بھائی چارے کے حصول کے لیے قومی سیاق میں قانونی نظام کا رول اہم ہے۔ اپنے دیباچے کے ذریعہ خود دستور ہند اس بات کے لیے پُرعزم ہے کہ وہ ہندوستان میں مساوات، انصاف اور بھائی چارے کے تصورات کا پابند رہے گا۔ ان اصولوں کی پاسداری کے لیے ضروری تدابیر اختیار کی گئی ہیں اور عدلیہ کو ان اصولوں کا نگراں بنایا گیا ہے۔ انتظامیہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس کے لیے ضروری منصوبوں اور اقدامات کا خیال رکھے۔

ب۔ گلوبلائزیشن کے عہد میں بین الاقوامی قانون:

بین الاقوامی رشتے متنوع قطبیت کو ذہن میں رکھ کر استوار کئے جاتے ہیں اور اس کے لیے بہترین توازن کا خیال رکھا جانا ضروری ہوتا ہے۔ کسی بھی طرح کی جلد بازی یا غیر متوازن تصور، پالیسی اور عمل میں عدم توازن کی ایک عدیم النظیر صورت حال کا سبب بنے گا۔ چنانچہ مساوات، انصاف اور بھائی چارے کے اصولوں کا پاس ولحاظ نہایت ضروری ہے۔

6۔ آفاقی خاندان کی تشکیل میں اعلیٰ تعلیم کا کردار و مقام۔

الف۔ قومی تناظر:

سلامتی و ترقی کے سیاق میں تعلیم کو بالعموم اور اعلیٰ تعلیم کو بالخصوص ممتاز مقام حاصل ہے۔ تعلیم کے سلسلے میں ہندوستانی نظریہ ایک وسیع میدان کا احاطہ کرتا ہے۔ اس سلسلے میں تعلیمی کمیشن کی رپورٹ ہندوستانی تعلیمی نظام کی بیشتر تفصیلات واضح کرتی ہے۔ یہ ہندوستان میں تعلیمی نظریے پر غور کرنے کے لیے ایک ابتدائی نقطہ ثابت ہوسکتا ہے۔ تاہم تفوق و بہتری کے اصولوں کو مساوات، انصاف اور بھائی چارے کے اوصاف سے مربوط کیا جانا چاہیے۔

ب۔ ایک آفاقی خاندان کی تشکیل کے لیے تعلیم کو عالمی بنانا:

ایک آفاقی خاندان کی تشکیل کے ذریعہ کے طور پر تعلیم کو نمایاں اہمیت حاصل ہوگئی ہے۔ لوگوں کو یکجا کرنے کے لیے بنی نوع انسان نے تعلیم کو ایک ذریعہ کی حیثیت سے اختیار کرنے کا فائدہ اٹھایا ہے۔ اب مساوات، انصاف اور بھائی چارے کے اوصاف ایک آفاقی خاندان کی تشکیل کے سلسلے میں عملی اقدام کے لیے بنیادی اہمیت کے حامل ہوگئے ہیں۔

7۔ مساوات، انصاف اور بھائی چارے کی قدروں کے فروغ میں ذرائع ابلاغ کا کردار و عمل۔

الف۔ قومی ذرائع ابلاغ بشمول علاقائی ذرائع ابلاغ:

ذرائع ابلاغ ایک وسیع اصطلاح ہے، جس میں مقامی، علاقائی اور قومی ذرائع ابلاغ کے ساتھ ساتھ الیکٹرانک ذرائع ابلاغ بھی شامل ہیں۔ اس وصف نے ذرائع ابلاغ کے عمل کو پیچیدہ اور بعض اوقات دلچسپ بنا دیا ہے۔ اس میدان میں بھی مساوات، انصاف اور بھائی چارے کے اصولوں کا احساسِ ذمہ داری کے ساتھ خیال رکھا جانا ضروری ہے۔

ب۔ بین الاقوامی ذرائع ابلاغ:

سمٹتی دنیا میں مطبوعہ اور الیکٹرانک ذرائع ابلاغ کو معلومات اور شبیہ بنانے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے اور سیاسی، معاشی اور بین الاقوامی رشتوں جیسے امور پر اپنی آراء ظاہر کرنے اور تبصرے کرنے کے لیے دانشوروں کی خدمات حاصل کی جاتی ہیں۔ خبروں اور معلومات کے ریلے کو ماہرین کے ذریعہ منضبط کیا جاتا ہے، تاکہ سیاست دانوں کو نمایاں کرنے کے لیے مطلوبہ شبیہ بنائی جاسکے۔ یہاں مساوات، انصاف اور بھائی چارے کے اصولوں کا انطباق کیا جانا چاہیے۔

8۔ معاشی ترقی اور غربت کا خاتمہ: ان قدروں کا کردار۔

الف۔ قومی منظرنامہ:

نمایاں سوالات کا تعلق قومی ترقی کے سیاق میں معاشی ترقی و غربت کے خاتمے سے ہے۔ یہ میدان پیچیدگیوں سے لبریز ہیں۔ کیوں کہ ان میدانوں میں استحصال روزافزوں ہے۔ اسی لیے ترقی و تقسیم کے انداز کو فلاح و بہبود والے سماج کے اصولوں کے مطابق متوازن ہونا چاہیے۔ قومی سیاق میں معاشی ترقی اس بات کی طالب ہے کہ غربت اور بے روزگاری پر قابو پانے کی غرض سے سب کے لیے مساویانہ مواقع فراہم کیے جائیں اور اس کے لیے وسیع تدابیر اختیار کی جائیں۔ مٹھی بھر افراد کے

ہاتھوں میں دولت کو مرکوز نہ ہونے دیا جائے۔ ترقی کے عمل میں دولت کی تقسیم تشویش کا ایک اہم نقطہ ہے۔ مساویانہ مواقع اور عمومی فلاح و بہبود کے اصولوں کا احساس ذمہ داری کے ساتھ انطباق ہونا چاہیے۔ دستور ہند سب کے لیے مساویانہ مواقع کی منصفانہ ضمانتیں فراہم کرتا ہے۔ قانون کی حکمرانی کو ہر طرح کی صورت حال میں سربلندی حاصل ہونی چاہیے۔

ب۔ *بین الاقوامی اقرار و عہد:*

بین الاقوامی تنظیموں اور اداروں کے رویہ کے سیاق میں یہ میدان اہمیت کا حامل ہے۔ کیوں کہ اس کا تعلق بین الاقوامی اقرار وعہد سے ہے۔ دنیا میں متعدد ادارے سرگرم ہیں، لیکن بنیادی الجھن اس وقت پیدا ہوتی ہے جب خود مختار ملک کی علاقائی عملداری بین الاقوامی اقرار وعہد سے متصادم ہوتی ہے۔ لہٰذا اس بات کی سنجیدہ کوشش ہونی چاہیے کہ عملداری کے مسئلے کو حل کیا جائے اور باہمی احترام کو بروئے کار لایا جائے اور غربت کے خاتمے کی سعی و جہد کی جائے۔ یہ میدان مسائل کو حل کرنے کے لیے ضروری اقدامات کی نشاندہی کے مقصد سے سنجیدہ کوششوں کا متقاضی ہے، تاکہ ہندوستان ایک بہتر مستقبل کی تشکیل کی خواہش کو پورا کر سکے۔

9۔ مذکورہ افکار سے متعلق کوئی اور تصور۔

ممتاز مفکرین و محققین، علماء، دانشوران، قانونی ماہرین، اعلیٰ عہدیدارانِ حکومت، متمدن سماج کی اہم شخصیات، قانون ساز اداروں کے نمائندوں اور عوامی جذبات سے سرشار حضرات سے گزارش ہے کہ وہ اپنے تحقیقی مقالے مذکورہ تصورات میں سے کسی ایک تصور پر پیش فرمائیں اور اس فکری کوشش میں تعاون فرمائیں۔

اہم تاریخیں:

خلاصۂ مقالات پیش کرنے کی آخری تاریخ (pdf اور doc فائل میں) 15/جنوری 2018
خلاصۂ مقالات قبول/مسترد کیے جانے کی تاریخ 20/جنوری 2018
مکمل مقالہ پیش کرنے کی آخری تاریخ (pdf اور doc فائل میں) 5/فروری 2018

استفسار کے لیے رابطہ کریں:

انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز
162، جوگابائی، مین روڈ، جامعہ نگر، نئی دہلی-25
فون: 91-11-26981187, 26989253, 26987467
ای میل: ios.newdelhi@gmail.com
ویب سائٹ: www.iosworld.org

☆☆☆